

نہب مدنی ایک تعارف

حافظ محمد عبدالقیوم

نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور اس کے بعد تحریک احیائے علوم کے نتیجے میں دنیا کے بارے میں لوگوں کے نقطہ نظر میں اہم تبدیلی واقع ہوئی۔ اس سے قبل دنیا کے بارے میں لوگوں کے افکار و خیالات الہامی علم پر بنی تھے اور معاشرہ کی اساس وہی کی روشنی میں ترتیب پائی تھی۔ لوگوں کو اس بات کے ماننے میں کوئی تائید نہیں تھا کہ انسان اور پروری کائنات کا خالق ذات باری تعالیٰ ہے اور وہی اس کو جلانے والا ہے۔ ان کا اس بات پر بھی تینیں تھا کہ یہ مادی دنیا اس وسیع کائنات کا ایک حصیر سا جزو ہے۔ ان کا اس بات پر بھی ایمان تھا کہ فرشتے اور روح کا وجود ہے اور اس زندگی کے بعد دوسرا زندگی بھی ہوگی۔ وہ یہ بھی مانتے تھے کہ جنت و جہنم حیثیت ہے، نیک اعمال کرنے والے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور بد اعمال جہنم رسید ہوں گے۔ اسی تصور کی بنابر انسان اس کائنات میں فوکیت رکھتا تھا۔ لیکن احیائے علوم کے بعد زندگی کا تصور بدل گیا اور دنیا کے بارے میں مادی تصور کو فوکیت حاصل ہو گئی۔ اب معاشرے کو فلسفیانہ اور سیکولر بنیادوں پر استوار کیا جانے لگا اور نہب کو فرد کی شخصی زندگی کا معاملہ قرار دے دیا اور پھر رفتہ رفتہ انسان الہامی علم اور اس کی روشنی میں ترتیب پانے والے علوم و فنون سے آزاد ہوتا چلا گیا اور کائنات کے بارے میں محض حیثیت اور تحریکیت کو علم کی بنیاد قرار دے دیا۔ دنیا کو مکافات عمل قرار دینے کی بجائے مقصود زندگی تھہرا دیا گیا۔ نقطہ نظر کی اس تبدیلی نے نہب، سیاست، سماجیات اور تاریخ پر گہرے اثرات مردم کیے۔

۳۱ اکتوبر ۱۵۱۷ء کو مارٹن لوٹھر (Martin Luther) نے اپنے چپانوے اعتراضات ون برگ (Wittenburg) میں چرچ کے دروازے پر چپاں کر کے چرچ سے آزادی کا جو اعلان کیا وہ نہب سے آزادی کا اعلان ثابت ہوا۔ اس سے لوگوں کو یہ اختیار مل گیا کہ وہ حق و ناحق کا فیصلہ

لیچمار، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ پنجاب لاہور

روایتی طریقہ سے مذہب کے حوالے کرنے کی بجائے اپنی مرضی سے کریں۔ اسی طرح احیائے علوم کے نتیجے میں لوگوں نے کلیسا کا قانون ماننے سے انکار کر دیا جس سے وہی کی روشنی میں ترتیب پانے والی اخلاقی تعلیمات بے معنی ہو کر رہ گئیں جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرانسیسی شخص جان کیلوں (John Calvin) نے جیسا میں سود پر قرض دینا جائز قرار دے دیا۔ جبکہ اس سے قبل سود پر قرض اور سودی کا رو بار حرمت کے دائرے میں داخل تھا۔

تحریک احیاء علوم کے بعد مغرب کے جدید انسان نے اپنے عقائد، انکار و خیالات کی بنیاد پر فلسفہ اور سائنس یعنی حیثیت و تحریک پر کمی۔ مذہب کے بارے میں فطرت پرستوں نے کہا کہ مذہب انسانی ترقی کی راہ میں سُنگ گرا ہے۔ جارج سینیانا (George Santayana) نے اسے شاعری کی ایک صفحہ قرار دیا۔ کروچ (Croce) نے اسے علم الاصنام یا (Mythology) سے تعبیر کیا۔ ڈرخاٹم (Emile Durkheim) نے اسے عمرانی مظہر مخبریا اور مارکس نے اسے عوام کے حق میں افгон (Opium) قرار دیا۔ اس شدید غالقاتہ تقدیروں تلقیص کے نتیجے میں صداقت مطلق انسانی زندگی سے رخصت ہو گئی اور مذہب جوانسان سے یقین کا مطالبہ کرتا ہے سائنس فطرت پرستی نے اس اہم صفت کو انسانی زندگی سے سجدہ وش کر دیا۔ اگست کومنٹ (Auguste Comte) نے ذہن انسانی کی ترقی کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ ذہن انسانی تین حالتوں سے گزارا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"We may proceed at once to investigate the natural laws by which the advance of the human mind proceeds. The scientific principle of the theory appears to me to consist in the great philosophical law of the succession of the three states — the primitive theological state, the transient metaphysical, and the final positive state — through

which the human mind has to pass, in every kind of speculation"(1)

وہ تین مراحل جن کا ذکر کو منے کیا ہے یہ ہیں:

(Theological State)

۱۔ دینی حالت

(Metaphysical State)

۲۔ مابعدالطبیعاتی حالت

(Positivism State)

۳۔ شہوتی حالت

عہدِ دینی میں ہر واقعہ کی تعبیر کسی خدا دیوتا یاد یوپی کے حوالے سے کی جاتی تھی یا پھر جادو کا ذکر کیا جاتا تھا اور انہیں پر اعتقاد رکھا جاتا تھا۔

مابعدالطبیعاتی (Metaphysical) دور میں انسان نے دیوبی دیوتاؤں کی بجائے ماورائی مفروضوں کا سہارا لیا۔ اخروی حقیقت کی بدولت ہر واقعہ کی توجیہ پیش کی گئی۔

تیسرا دور اثباتی (Positivism) یعنی سائنسی (Scientific) دور ہے جو جدید دور ہے اب حقائق دشواہد کی مدد سے استقرائی طریقے پر واقعات کی توجیہ کی جاتی ہے۔ اگست کو منے کا کہنا ہے کہ ہم مذہب کے نہایت شکر گزار ہیں کہ اس نے ذہن انسانی کو سائنسک دور سک چھانپنے میں مدد کی۔ لہذا اب انسانیت کو مذہب کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ذہن انسانی بالغ ہو گیا ہے۔

جان اسٹوارٹ مل (John Stuart Mill) کا کہنا ہے کہ ذہن انسانی ذاتی یا ارادی

(Abstractional or Volitional) (Personal or Volitional)

(Phenomenal or Ontological) اور مظہریاتی یا تجرباتی (Ontological)

(Experimental) اور ادارے گز رہے۔

لیستر فریک وارڈ (Lester Frank Ward) نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ذہن

انسانی تین مراحل سے گز رہے جن میں سے ایک غایتی (Teleological)، دوسرا وجودیاتی

(Ontological) اور تیسرا مرحلہ اثباتی (Positivism) یا سائنسی (Scientific) ہے۔

درج بالا چند مغربی فلاسفہ کے انکار کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب عہد

دین ختم ہو چکا ہے اور سائنسی عہد کا آغاز ہو گیا ہے جو دو رجید (Modernism) کہلاتا ہے۔ لہذا الہامی افکار و خیالات کی روشنی میں معاشرتی بنیادیں استوار کرنا جدید دور کے تقاضوں کو شکھنے کے متراوف ہے۔

جدید دور (Modernism) کے مفکرین نے اگرچہ مذہب کو قرون وسطیٰ کی چیزوں کوہ دیا لیکن مذہب کی تخلیقی بیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس طرح سیاسی و معاشرتی (Socio-Political) لحاظ سے مذہب کا مطالعہ کیا جانے لگا۔

مذہب کے وہ پہلو جو کسی بھی جدید قوی ریاست کے لیے سیاسی و معاشرتی (Socio-Political) لحاظ سے استحکام، اتحاد اور نظم کا باعث بن سکتے تھے ان کو ان مفکرین نے اپنے ذہن کے جدید سانچوں میں ڈھال کر نئی نئی صلی و دلے دی۔

اسی فکر نے آگے جل کر خود ایک نئے مذہب کی صورت اختیار کر لی جس کو مذہب مدنی (Civil Religion) کا نام دیا گیا جس کی بنیاد تجربیت و حیثیت پر رکھی گئی۔

ذرخانم نے جو ایک ملم (Atheist) تھا اسی پس منظر میں مذہب کو عمرانی مذہب (Social Phenomena) قرار دیا اور مذہب کے متعلق "Functional Equivalents" کا نظریہ پیش کیا اور ٹال پال روسونے "Civil Religion" کا تصور دیا۔

مذہب مدنی (Civil Religion) سے مراد ایسا مذہب ہے جو سیکولر معاشرہ کو تحد و منظم رکھ سکے اور اس معاشرہ میں وحدت کا پہلو غالب ہو سکے، تاکہ جدید قوی ریاست کے لیے لوگوں کو اپنے زیر اطاعت رکھنا آسان ہو۔ چنانچہ اس کے لیے ان مفکرین نے اس مذہب کے اپنا خدا و رسول کا تصور پیش کیا گیا۔ اس کے لیے مقدس کتاب (Sacred Scripture) اور مہمی شعائر (Religious Icons) بھی وضع کیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ مذہبی تہوار (Holidays) مقرر کیے گئے۔

مذہب مدنی (Civil Religion) کی ابتدائی مشکل فرانسیسی انقلاب (French Revolution) کے وقت دیکھی جا سکتی ہے۔

جب اس انقلاب کے نامہ (Slogan) نے اور ریاست نے تقدس (Sacred) کا

درجہ حاصل کر لیا۔

جس سے متعلق خود رخاں لکھتا ہے کہ

"This aptitude of society for setting itself up as a god or for creating gods was never more apparent than during the first years of the French Revolution. At this time, in fact, under the influence of the general enthusiasm, things purely laical by nature were transformed by public opinion into sacred things:

These were the Fatherland, liberty, reason" (2)

اسی طرح رابرت بیلہ (Robert Bellah) لکھتے ہیں کہ

"The French Revolution was anticlerical to the core and attempted to set up an antichristian Civil Religion. Throughout modern French history, the chasm between traditional catholic symbols and the symbolism of 1789 has been immense" (3)

بل اس کے کہ بحث کو آ کے بڑھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہب مدنی (Civil Religion)

کے نظریہ کو تحریفات کے آئینہ میں دیکھ لایا جائے۔

ٹونی لارسن (Tony Lawson) نہب مدنی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسا

نہب جس میں عالمی (Secular) شعائر میں پرچم اور قومی ترانہ وغیرہ سماجی اتحاد کے لیے ایسا

وظیفہ کریں جس طریقے سے کوئی نہب روایتی طور پر کرتا ہے۔

"Where secular symbols such Flags and national

anthems function to promote social solidarity in the way that religion has traditionally done. Durkheim used the term to indicate that there were "Functional Equivalents" to religion in every society, even those which did not have a single or unifying religion". (4)

نہ بدلنی کی تعریف ان الفاظ میں یاں کرتے ہیں کہ (Beth B. Hess) بتاتی ہے۔

"This "Universal religion of the nation" [Civil Religion] has served the essential functions of any belief system: to legitimize and sanctify (make sacred) the social order and to integrate its members, despite differences of faith. The intermix of nationalism and religion is visible both when we make secular holidays sacred, as on the Forth of July and When we transform sacred holy days into commercial orgies, as at christmas. The civil Religion even has its own integrating rituals that reaffirm collective values."(5)

بی۔ بی۔ شرمندہب مدنی کی اس طرح تعریف نقل کرتے ہیں کہ ایسے نیم مذہبی عقائد و رسومات مثلاً توی پر چم کو سلامی، پریڈ، رسم تاج پوشی یا مین الاقوامی کھیلوں کا انعقاد جو معاشرہ میں سیاسی جواز (legitimacy) کے حصول اور سماجی اتحکام کو پروان چڑھانے کا وظیفہ سر انجام دیتے

جیل -

"The Quasi-religious beliefs and rituals e.g. salutes to the national Flag, Parades, Coronation Ceremonies or even international sporting events, which can be seen to perform the function of fostering social solidarity and the achievement of political legitimacy within a society." (6)

انthoni گڈن (Anthony Giddens) فنگر جامع الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

"Forms of ritual and belief similar to those involved in religion, but concerning secular activities such as political parades or ceremonials."

درج بالا تعریفات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب مذہب مدنی نے مغرب میں الہامی مذہب عیسائیت کی جگہ لی، تو قومی ریاست کے اشکام اور لوگوں میں وحدت کے تصور کو فروغ دینے کے لیے اس مذہب کی ضرورت محسوس کی گئی۔ الہامی مذہب کی نظریہ بیت کو منظر رکھتے ہوئے اس کے مقام، رسومات، مقدس صفات، مذہبی شعائر و تہوار، اور مذہبی گیت وضع کیے گئے۔ مذہب مدنی کا اگر تاریخی لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو اس کا تصور جہاں ذرخانم اور اگست کوئٹہ کے ہاں ملتا ہے وہاں رسول کے ہاں زیادہ واضح صورت میں نظر آتا ہے۔ ڈال پال رسول نے اپنی کتاب معاهدہ عمرانی (Social Contract) میں مذہب مدنی کا تصور پیش کیا اور اس کے لیے باقاعدہ ایک باب بعنوان "Civil Religion" مقرر کیا۔ کیونکہ رسولوگوں کے لیے مذہبی ضرورت کی اہمیت سے ناواقف نہیں تھا، اس کے ساتھ رسول کے پیش نظریہ بات بھی تھی کہ ایک مشائی ریاست کی اہمیت سے ناواقف نہیں تھا، اس میں عیسائیت بطور مذہب

کے غیر موزوں ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر روسونے مذہب مدنی کا نظریہ پیش کیا۔ جس کی شریعت مقرر کرنا حکمران کا کام ہوگا، مگر اور مذاہب کے عقائد کی طرح نہیں بلکہ معاشرتی جذبات و اخلاقیات کے طور پر جنی کے بغیر نیک شہری یا وفادار عالیا ہونا ناممکن ہوگا اور ہر اس شخص کو وہ مرتد قرار دے کر ریاست سے بکال سکے گا یا اس کو سزا موت دے سکے گا جو اس مذہب مدنی کا مذکور ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا میں سب لے بڑے جرم کا مرتكب ہوا اور قوانین کے سامنے جھوٹا ہتا۔ اسی طرح ڈال پال روسو مذہب مدنی کے عقائد کے متعلق لکھتا ہے کہ مذہب دیوانی کے عقائد، سادہ، بختسر، جامع و مانع اور غیر مشرح ہونے چاہئیں۔ ایک قادر، علیم، رووف و رحیم، عالم الغیب اور کریم خدا کا وجود حشر و نشر، یقینوں کی جزا، بدکاروں کی سزا، معابدہ عمرانی اور قوانین کا احترام اس مذہب کے ایجادی عقائد ہوں گے۔ اور سلبی عقیدہ صرف ایک ناروا داری ہوگا۔ کیونکہ یہ ان مذاہب کی چیز ہے جن کو روسونے روک دیا ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر روسو کی کتاب معابدہ عمرانی پیمانیہ صورت (Descriptive Form) میں نہیں لکھی گئی بلکہ مذہب مدنی کے لیے نصاب کی صورت (Prescriptive Form) میں تحریر کی گئی ہے۔ روسو لکھتے ہیں:

"There is therefore a purely civil profession of faith of which the Sovereign should fix the articles, not exactly as religious dogmas, but as social sentiments without which a man cannot be a good citizen or a faithful subject. While it can compel no one to believe them, it can banish from the State whoever does not believe them—it can banish him, not from impiety, but as an anti-social being, incapable of truly loving the laws and justice, and of sacrificing, at need, his life to his duty. If anyone,

after publicly recognizing these dogmas, behaves as if he does not believe them, let him be punished by death: he has committed the worst of all crimes, that of lying before the law."

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"the dogmas of civil religion ought to be few, simple, and exactly worded, without explanation or commentary. The existence of a mighty, intelligent, and beneficent divinity, possessed of foresight and providence, the life to come, the happiness of the just, the punishment of the wicked, the sanctity of the social contract and the law: these are its positive dogmas. Its negative dogmas I confine to one, intolerance, which is a part of the cults we have rejected." (7)

بھی فلکر اپنی اوقافی منازل طے کرتے ہوئے جب میوسیں صدی عیسوی میں پہنچی تو جان ذیوی (John Dewey) نے اسے "ذہب عام" (Common Faith) کا نام دیا۔ اسی طرح بعض مغربی مفکرین نے اس کو عوایذ ذہب (Public Religion)، ذہب قوم (Religion of Nation) وغیرہ کے نام بھی دیئے۔ یہ سبی نام ذہب دینی کے دوسرے اسماء

- ہیں

چنانچہ ذیوی مکتبہ فلکر (Dewey School of Thought) کے مطابق ذہب عام (Common Faith) کی تعریف حارث ایم۔ کلین (Horace M. Kallen) کے

الفاظ میں اس طرح کی جا سکتی ہے کہ

"For the communicants of the democratic faith it is the religion of and for religions....[it is] the religion of religions, all may freely come together in it." (8)

مذہب مدنی کی تنظیمی بیت

(Organizational Structure of Civil Religion)

جدید قومی ریاست میں ادا کی جانے والی چند رسموں کا نام مذہب مدنی نہیں بلکہ اس مذہب کی باقاعدہ اپنی الہیات (Theology) اور عقائد بھی ہیں۔ چنانچہ رابرٹ نسبت (Robert Nisbet) لکھتے ہیں:

"It is no exaggeration to say, in all, that the American civil religion had its widely recognized theology, one complete with creed, catechism and dogmas. A complex ritual surrounded the American flag and other symbols of national civil unity." (9)

۱۔ تصور خدا

مذہب مدنی کے تصور خدا کے متعلق مختلف مخفف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض مغربی مفکرین جن میں رابرٹ بیلہ (Robert Bellah) بھی شامل ہیں، کے نزدیک اس مذہب میں خدا کا تصور "مغموم" (Vague) ہے۔

را برٹ بیلہ کا کہنا ہے کہ مدنی مذہب کے پیغمبر (Apostle) اور پادری (Priest) "خدا" کا لفظ تو اپنی تقاریر اور تحریریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان کے لفظ "خدا" کا مصدق اور خدا ہرگز نہیں ہے جو حضرت میسی علیہ السلام یا حضرت مولیٰ علیہ السلام کا خدا ہے۔ اس

طرح ان کے تصور "خدا" کا مصدقہ موجود ہے۔ گویا کہ لفظ "خدا" ایک بے معنی (Nonsensical) لفظ ہے۔ جو اپنے اندر کوئی مفہوم نہیں رکھتا۔

اسی طرح 1950ء کے بعد سرد جنگ (cold war) کے دوران امریکن کرنی ڈالر پر "In God We Trust" کے الفاظ کا اضافہ کیا گیا اور 14 جون 1954ء کو امریکی صدر Eisenhower نے امریکی پرچم کے وعدہ اطاعت (Pledge of Allegiance) میں الفاظ "Under God" کے اضافہ کے لیل (bill) پر دستخط کیے۔ اب وعدہ اطاعت کے الفاظ پرچم اس طرح قرار پائے کہ

**"I pledge allegiance to the flag of United States
of America and to the republic for which it stands:
One nation under God, indivisible, with liberty and
justice for all." (10)**

سرد جنگ (cold war) کے دوران اس طرح کی باتوں سے امریکی حکومت یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ امریکی حکومت خدا پر یقین اور اس کا خوفزدگی ہے۔ جبکہ درمی طرف سوویت روس کی حکومت ایک ملحد حکومت ہے اور اس کی بنیاد انکار خدا پر ہے لہذا خدا اس سرد جنگ میں امریکی حکومت کے ساتھ ہے۔

چنانچہ جان ای فارلے (John E. Farley) لکھتے ہیں:

"A good illustration of this function occurred in the 1950s when Congress voted to add the phrase "Under God" to the pledge of Allegiance and "In God We Trust" to all U.S. currency. Congress took these actions during the height of the Cold War to emphasize the distinction between the God-fearing

United States and "Atheistic Communism." The implication was that God was supporting the united states in this conflict." (11)

چنانچہ امریکی حکومت کی طرف سے لفظ "خدا" تو مختلف موقع میں استعمال کیا گیا ہے مگر یہ فقط اپنا کوئی مصدقہ نہیں رکھتا۔

بعض مغربی مفکرین نے تو یہ پرچم کو "خدا" کا درجہ پر چم

"God is mentioned in the pledge of allegiance to the flag."

لیکن مذہبِ دینی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ "خدا" کا درجہ پرچم بائنٹس بلکہ قومی ریاست (National State) کو حاصل ہے۔

"Civil Religion, the "God" of which was the national state that had emerged so triumphantly in Europe Chiefly as the result of the Napoleonic wars, more particularly of Napoleon's carrying to every part of the continent the nationalist slogans of French Revolution." (12)

چنانچہ "قومی ریاست" اور "پرچم" کے تصور خدا میں اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ اگر قومی پرچم کو قومی ریاست کی علامت سمجھا جائے اور قومی پرچم کے سامنے جھکنا گویا کہ "خدا" سیاریاست کے سامنے سرگوں ہونا فرار ہائے تو اس صورت میں تصور خدا صرف جدید قومی ریاست ہی کے ساتھ منسوب کیا جاسکتے ہے۔

تصویر انبیاء و رسول

مذہبِ دینی میں انبیاء کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ ابراہیم لکن، نہمن فرمینکن اور

جارج واشنگٹن وغیرہ کو امریکی معاشرہ میں نبی کا درجہ حاصل ہے۔ ان کی ہتھیری اور تقریر کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔ جان بٹلر (John Butler) نے اپنی کتاب (Religion in American Life) میں باقاعدہ ایک باب انبیاء امریکہ (Prophets for new American Life) کے لیے خصس کیا ہے۔ اور انہی باتیں امریکہ کے حالات زندگی اور خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ جس طرح پاکستان میں قائد اعظم اور ائمہ میں ہمایہ گاندھی کو نقدس کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جس طرح روایتی معاشرہ میں انبیاء و رسول کی پیدائش و وفات کے دن ان کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ عیسائی 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا دن، ان کی یاد میں مناتے ہیں اور ان کے پیغام کو ترویازہ کرتے اور عام کرنے کے عہد کرتے ہیں، اسی طرز پر ہر سال 12 فروری ایام میں، 22 فروری جارج واشنگٹن اور 13 اپریل کو امام جعفر بن ابی تالib کی پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے اور ان دونوں میں امریکہ کی اکثر ریاستوں میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ خود لفظ ہائیٹے (Holiday) مقدس دن پر دلالت کر رہا ہے کہ پہلے پیاں (Holidays) لوگوں ہی کے لیے مخصوص تھے۔

انسائیکلو پیڈیا آف امریکا نا کا مقالہ لگا رکھتا ہے کہ

"Originally the name "Holiday" derived from "Holy day" and the event so honored was of religious significance." (13)

اسی طرز انسائیکلو پیڈیا آف بریٹنیکا (Ency. of Britannica) کا مقالہ نگار

لکھتا ہے کہ

"Holy-day originally a day of dedication to religious observance; in modern times, a day of either religious or secular commemoration." (14)

مذہبی شعائر

ہر وہ چیز جو کسی مذہب، مقتدید، یا طرزِ فکر و عمل یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا شعار کہلاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے لیے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ جس طرح گرجا (Church) قربان گاہ اور صلیب میسیحیت کے شعائر ہیں۔ کڑا، کیس ہا در کر پان وغیرہ سے مذہب کے شعائر ہیں، تھوڑا اور درافتی اشتراکیت کے شعائر ہیں۔ اسی طرح اسلام میں بیت اللہ اور مسجد وغیرہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ یہ سب مذاہب اپنے اپنے ہیروؤں سے اپنے ان شعائر کے احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی مذہب اور نظام شعائر میں سے کسی شعار کی توہین کرتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ دراصل اس نظام کے خلاف دشمنی کرتا ہے اور اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہے تو اس کا یہ نیل اپنے مذہب اور نظام سے ارتدا اور بغاہت کا ہم متی ہوتا ہے۔

اسی طرح مذہبِ مدنی کے بھی شعائر ہیں جو معاشرہ میں تقدس (Sacred) کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ قومی پرچم کے سامنے جھکنا تو می ترانے کے احترام میں کھڑا ہونا، مجسم آزادی (Statue of Liberty) کا احترام وغیرہ اس کے شعائر ہیں۔

مجسم آزادی (Statue of Liberty) اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ "give me your tired, your poor, your huddled masses yearning to breathe free."

کیونکہ مذہبی شعائر کے متعلق لکھتے ہیں:

"Finally, civil religion's sacred symbols are the flag, statue of Liberty and Parades, each of which is perceived by Americans to possess a sacred quality that embodies the nation's basic values." (15)

ایسا طرح مذہبِ مدنی میں چرچ (Church) کا درجہ سکول اور کالج وغیرہ کو حاصل ہے۔

اڑن اس بارے میں لکھتے ہیں:

"The educator did not want religious belief any longer to be organized "is a special institution within a secular community" evidently not regarding the public school, which would have been the established church of the common faith." (16)

زمبی حموگیت

"America the Beautiful" کو زمبی حموگیت "God bless America" اور "Star-Spangled Banner"

کا درجہ حاصل ہے۔ چنانچہ کینٹھ (Kenneth) لکھتے ہیں:

"During its religious ceremonies sacred hymns such as the "Star-Spangled Banner," "America the Beautiful" and "God Bless America" are played and sung," (17)

قدس صحائف (Sacred Scriptures)

یہ بحث اگرچہ "تصور انیاء" کے بعد آنی جائیے لیکن موضوع کی اہمیت کے قابل نظر اور اس پر سیر حاصل بحث کے لیے بعد میں رکھا گیا۔
دنیا کے تمام مذاہب میں قدس صحائف نہایت اہمیت کے حال سمجھے جاتے ہیں۔ انہی کی بنیاد پر معاشرہ استوار کیا جاتا ہے اور انہی کی روشنی میں سیاسی نظام و ریاست کی تکمیل ہوتی ہے۔ افرادی و اجتماعی سطح پر انسان ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لامگی عمل تیار کرتا ہے۔ وید ہوں یا قرآن، معاشرتی و سیاسی قوانین انہی کی روشنی میں ترتیب پاتے ہیں۔ اور پس صحائف افراد کے دلوں میں تقدس کا درجہ حاصل کیے ہوتے ہیں۔

اسی طرح مذہب مدنی میں مقدس صحائف کا تصور پایا جاتا ہے مگر اس میں تورات یا انجیل، مقدس صحائف نہیں ہوتے بلکہ آئین یادستور (Constitution) تقدس کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح ایک مسلمان اسلام سے انکار کر کے مرتد ہو جاتا ہے اسی طرح مذہب مدنی میں اس ریاست کا شہری اپنے ملک کے دستور کا انکار کر کے باعث (High Treason) قرار پاتا ہے۔ کیونکہ لکھتے ہیں:

"The Declaration of Independence and the Constitution are the religion's sacred scripture." (18)

امریکی صدر فرانکلین رووزولٹ (Franklin Roosevelt) نے مارچ 1937ء میں قوم کو صحیح کرتے ہوئے کہا کہ دستور کی اسی طرح تلاوت کرنی چاہیے جس طرح بائبل کی تلاوت کی جاتی ہے۔

"Like the Bible, the Constitution ought to be read again and again." (19)

جس طرح مذہب کے مقدس صحیفوں میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اسی طرح دستور میں بھی کوئی صدر یا عدالت عالیہ کی بیشی کی بجا نہیں ہے۔ سنفورڈ (Sanford) لکھتے ہیں کہ

"The American Constitution is a written instrument full and complete in itself. No court in America, no Congress, no President can add a single word thereto or take a single word therefrom." (20)

مختصر یہ کہ دستور نے بائبل کی جگہ لی ہے اور دستور کو بھی مذہب مدنی میں اسی طرح تقدس حاصل ہو گیا ہے جیسا کہ مقدس صحیدہ کتاب کو حاصل ہے۔ مذہب مدنی کا اگر بنظر میغیق جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس مذہب میں دستور کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ یورپ میں سی سالہ جنگ وجدل (Thirteen

Years Wars) کے بعد جب مذہب بیساکیت کو لکھتے ہوئے تو سیاسی لحاظ سے جو خلا (Vacuum) پیدا ہوا اس کو دستور اور نظریہ قومیت نے برت (Fill) چاہا۔ جیسا کہ سینفورد لکھتے ہیں: (Sanford)

"The religious wars of the sixteenth and seventeenth centuries came to an end only when religion became sufficiently privatized so as not the remain an essential element of public order. New conceptions of the nation-state, and of constitutionalism, were called upon to provide order. Part of the apparatus of these new states was a "Civil Religion" to replace as an anchoring structure the divisive sectarian religions." (21)

گویا کہ مذہب مدنی میں دستور اور قومیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور مذہب مدنی کا جو تصور پر وان چڑھا وہ اسی عقیدہ دستور اور قومیت کی وجہ سے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مذہب مدنی کے تصور و فکر کو نشوونما دینے کا مقصد بھی عقیدہ دستور اور قومیت کو تحفظ بخدا تھا۔ تاکہ یہ عقیدہ اجتماعی قدر (Collective Value) کے طور پر سامنے آسے۔

یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسرائیل یہودی عقیدہ پر قائم ہونے والی ایک نمہجی ریاست ہے اسی لیے انہوں نے اپنے ہاں دستور کو رواج نہیں دیا، کیونکہ وہ اپنا دستور توراة کو قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایمانوں کی تین (emannul gutmann) لکھتے ہیں:

"Israel had no need of a 'new' constitution since it already had an old and venerated one, the Torah, i.e. the body of traditional Jewish learning, and more."

specifically the halacha, i.e. the body of Jewish (religious) law. Nothing but the halacha will do as the law and the constitution of a Jewish state, and especially a man-made and Godless one was unthinkable in Judaism." (22)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مغرب نے اگرچہ نٹھاہ نانیہ اور تحریک اصلاح کے بعد مذہب کا انکار کر دیا تھا مگر اس نے بیسویں صدی تک وہنچتے وہنچتے خود ایک مذہب کی شکل اختیار کر لی اور اس مذہب کا دائرہ کا صرف سیاست تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اندر سوئے ہوئے ہے۔ لہذا مذہب مدنی کے متعلق ہمارا رویہ مذہب باطلہ جیسا ہونا چاہیے اور اس کا راثنیں بنیادوں پر ہونا چاہیے جن پر دیگر مذہب باطلہ کو رد کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

- 1 (Auguste Comte, The Positive Philosophy, freely trans, and condensed by Harriet Martneau. P-522. London: George Bell & Sons 1896.)
- 2 (Durkheim, Elementary forms of Religious life, p-214)(Translated by Joseph Ward Swain. London: George Allen & Unwin, Ltd.1926)
- 3 (Robert N. Bellah "Civil Religion in America" (A research Article) p-348 Published "The World year Book of Religion, The Religius Situation Vol-1, Edited by Donald R.Cutler. Printed at: Evans Brothers Ltd. U.S.A. 1969)
- 4 (Tony Lawson and Joan Garrod, The Complete A_Z Sociology handbook, published by Hodder and Stoughton, 1999)
- 5 (Beth B. Hess, Sociology p-403, Macmillian Publishing Company New York.1993)
- 6 (B.B.Sharma, Encyclopaedic Dictionary of Sociology vol.1, p-126, Published by Anmol Publications, New Dehli 1992)

- 7 Rousseau, Jean Jacques, Social Contract,
Translated by G.D.H. Cole, Published by
Prometheus Books New York U.S.A. 1996
- 8 (Martin E. Marty, Religion and Republic, Published
by Beacon Press, Boston. 1992)
- 9 (The Ency. of Religion, Editor in Chief, Mircea
Eliade vol.3 P-526, Mecmillan Publishing Company
New York. 1989)
- 10 (Ency. of Americana vol. 11 p-316)
- 11 (John E. Farley, Sociology. Published by: Prentice
Hall New Jersey U.S.A 1994)
- 12 (The Ency. of Religion, vol. 3 p-525)
- 13 (Ency. of Americana, vol. 14, p-316)
- 14 (The New Ency. of Britannica, vol. 6, p-1 1998)
- 15 (Kenneth C.W. Kammeyer, Sociology, P-516,
Published by Allyn and Bacon London, 1992)
- 16 (Martin E. Marty, Religion and Republic, P-62,
Beacon Press: Boston. U.S.A.)
- 17 (Kenneth C.W. Kammeyer, Sociology, P-516)
- 18 (Kenneth, Sociology, P-516)
- 19 (Sanford Levinson, Constitutional Faith, P-30,
Princeton University Press, New Jersey 1998.)

- 20 (Sanford, Constitutional Faith, P-31)
- 21 (Sanford, Constitutional Faith, P-52)
- 22 (This article has been written by Emmanuel Gutmann. which is a part of "constitution in Democratic Politics" Edited by Vernon Bogdanor. Published by Gower Publishing Company Limited, (England, 1998.)
